سوال

(112)ولی کے بغیر نکاح کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ولی کے بغیر نکاح کی شرعی حیثیت

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شریعت اسلامیہ میں مرد وزن کو بدکاری فحاشی، عریانی اور بے حیائی سے محفوظ رکھنے کے لئے نکاح کی انتہائی اہمیت وارد ہوئی ہے ۔ شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے اسے راہ راست سے ہٹانے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے ۔ موجودہ معاشرے میں بھی امت مسلمہ میں بدکاری وفحاشی کو عروج دینے کے لئے مختلف یہودی ادارے اور ان کے متبعین دن رات مصروف عمل ہیں جنہوں نے انسانی حقوق کے تحفظ اور آزادی نسواں کے نام پر کئی ادارے اور سوسائٹیز بنا کر مسلمان ممالک میں فحاشی اور بے حیائی کے پنجے تیز کئے ہوئے ہیں ۔ یہ لوگ یوب کی طرح ہمارے مسلمان معاشرے کو بھی آلودہ کرنا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ ہمارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قباحیت سے بچانے کے لئے آنکھ اور شرمگاہ کی حفاظت کے لئے مسلم مرد وزن کے لئے نکاح کی بڑی اہمیت بیان کی ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَأَنكِحُوا الأَيـٰمىٰ مِنكُم وَالصّـٰلِحينَ مِن عِبادِكُم وَإِمائِكُم ۚ إِن يَكونوا فُقَراءَ يُغنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضلِهِ ۗ وَاللَّهُ وٰسِعٌ عَليمٌ ٣٢ ...النور

''تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں جو صالح ہوں ان کے نکاح کردو اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا اللہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے ۔ ''(النور : ٣٢)

آگے فرمایا :

وَليَستَعفِفِ الَّذينَ لا يَجِدونَ نِكاحًا حَتّىٰ يُغنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضلِهِ...٣٣ ...النور

''اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں انہیں چاہیے کہ عفت مابی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے '' ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کا امر بیان کیا ہے اور یہ بھی بتایا کہ جنہیں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ اپنے آپ کو پاک وصاف رکھیں اور بدکاری وزنا سے بچے رہیں ۔ اس کی مزید تشریح اس حدیث سے ہوتی ہے ۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ»

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص اسبابِ نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے کیونکہ روزے آدمی کی طبیعت کا جوش ٹھنڈا کر دیتے ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((النکاح م سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی))

''نکاح کرنا میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں'' (ابنِ ماجہ: ۱۸۴۶)

اسی طرح قرآن مجید میں نکاح کو سکون اور محبت و رحمت کا باعث قرار دیا گیا ہے اور کہیں (محصنین غیر مصافحین) کہہ کر بدکاری سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا بدکاری اور زناکاری سے بچنے کے لے ہمیں نکاح جیسے اہم کام کو سرانجام دینا چاہیے اور اس کے لئے طریقہ کار رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ احکامات سے لینا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے جو اصول و ضوابط ذکر فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے اگر لڑکی اپنی مرضی گھر سے فرار اختیار کر کے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیتی ہے تو اس کا نکاح باطل قرار پاتا ہے۔ عورت کے لئے اولیاء کی اجازت کے مسئلہ میں کتاب و سنت سے دلائل درج ذیل ہیں:

۱) اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ...۲۲۱ ...البقرة

''اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن غلام، مشرک سے بہتر ہے۔ اگرچہ تمھیں بہت پسند ہو''۔ (البقرہ: ۲۲۱)

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی ارقام فرماتے ہیں:

"فی ہذہ الآیہ دلیل بالنص علی ان لا نکاح الا بولی قال محمد بن علی بن الحسین النکاح بولی فی کتاب اللہ تعالی ثم قرأ (وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ)

''یہ آیت کریمہ اس بات پر بطور نص کے دلیل ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نکاح کا بذریعہ ولی منعقد ہونا اللہ کی کتاب میں موجود ہے پھر انہوں نے (ولا تنکحوا المشرکین) آیت کریمہ پڑھی۔ (الجامع الاحکام القرآن ۳/۴۹)

مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: (ولا تنکحوا) خطاب مردوں سے ہے کہ تم اپنی عورتوں کو کافروں کے نکاح میں نہ دو۔ حکم خود عورتوں کو براہِ راست نہیں مل رہا ہے کہ تم کافروں کے نکاح میں نہ جاؤ۔ یہ طرزِ خطاب بہت پُر معنی ہے۔ صاف اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مسلمان عورتوں کا نکاح مردوں کے واسطہ سے ہونا چاہیے۔ (تفسیر ماجدی ص ۸۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی طراز ہیں:

''یہ خطاب یات (عورتوں) کے ولیوں کو ہے یا حکام کو ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو مشرک مردوں سے نکاح نہ کرنے دو''۔ (تفسیر مظہری ۱/۴۵۸)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بات کی توضیح فرما دی ہے کہ مسلمان عورت کے نکاح کا انعقاد اس کے ولی کے ذریعے ہونا چاہیے اس لئے فرمایا: (ولا تنکحو) کہ تم اپنی

عورتوں کو مشرکوں کے نکاح مں نہ دو اگر ولی کا نکاح میں ہونا لازم نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس انداز سے خطاب نہ فرماتا بلکہ عورتوں کو حکم دیتا کہ تم ان کے ساتھ نکاح نہ کرو۔ حالانکہ ایسے نہیں فرمایا۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ... ٢٣٢ ... البقرة

''اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پورا کرلیں تو انہیں اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو جب وہ آپس میں اچھی طرح راضی ہوجائیں۔'' (بقرہ : ٢٣٢)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی الباری شرح صحیح بخاری ٩/٩٤ رقمطراز ہیں :

"وہی أصرح دلیل علی اعتبار الولی والا لما لعضلہ معنی ولانہا لو کان لہا ان تزوج نفسہا لم الی أخیہا ومن کان امرہ الیہ لایقال ان غیرہ منعہ منہ "

''یہ آیت ولی کے معتبر ہونے کی سب سے واضح دلیل ہے اور اگر ولی کا اعتبار نہ ہوتا تو اس کو روکنے کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا۔ اگر معقل کی بہن کے لئے اپنا نکاح خود کرنا جائز ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور اختیار جس کے ہاتھ میں ہو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی نے اس کو روک دیا۔''

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"ففی الآیۃ ہو لیل علی أنہ لا یجوز النکاح بغیر ولی لأن اخت معقل کانت ثیبا ولو کان الأمر الیہا دون لروجت نفسہا ولم تحتج الی ولیہا معقل فالخطاب اذا فی قولہ (فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ) للأولیاء وان الأمر فی التزویج مع رضاہن ."

''اس آیت کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں اس لئے کہ معقل بن یسار کی بہن طلاق یافتہ تھیں اور اگر ولی کے بغیر معاملہ اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ اپنا نکاح خود کرلیتی اور اپنے ولی معقل کی محتاج نہ ہوتی اور اس آیت کریمہ میں (فلا تعضلوھن) میں خطاب اولیاء کو ہے نکاح میں عورت کی رضامندی کے باوجود معاملہ مردوں پر موقوف ہے۔ ''

مذکورہ بالا آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی پھر عدت کے پورا ہوجانے کے بعد وہ دونوں آپس میں دوبارہ نکاح کرنے پر راضی ہوگئے تو معقل بن یسار نے اپنی بہن کا نکاح دینے سے انکار کردیا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ سمجھا دیا کہ عورت کے ولی کا حق اس کے نکاح کے انعقاد میں موجود ہے اگر ایسی بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ مردوں کو منع نہ کرتا۔ مردوں کو خطاب کرنے سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ حق ولایت اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے رکھا ہے اور یہی بات امام بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل ١/٢١٢ امام ابنِ قدامہ نے المغنی ٧/٣٣٨ اور امام ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر ١/٣٠٢ میں لکھی ہے اور اسی بات کو امام طبری نے اپنی تفسیر طبری ٢/٤٨٨ میں صحیح قرار دیا ہے۔ فتح الباری کتاب النکاح ٩٠٩۔

اسی طرح نکاح کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ... ٢٥ ... النساء وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ... ٣٢ ... النور

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے عورت کے اولیاء کو خطاب کیا ہے کہ وہ نکاح کرنے کے امر کو سرانجام دیں۔ اگر نکاح کا معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہوتا تو اللہ تعالیٰ عورتوں کو خطاب کرتے مردوں کو خطاب نہ کرتے۔ ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی ٣/٤٩۔ اس مسئلہ کی مزید وضاحت کئی ایک احادیث صحیحہ سے بھی ہوتی ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

دورِجاہلیت میں ولی کی اجازت کے ساتھ نکاح کے علاوہ بھی نکاح کی کئی صورتیں رائج تھیں جن کی تفصیل صحیح بخاری میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے فرماتی ہیں :

((فنكاحها منها نكاح الناس اليوم يخطب الرجل إلى الرجل وليه او ابنته فيصدقها ثم ينكحها))

''ان میں سے ایک نکاح جو آج کل لوگوں میں رائج ہے کہ آدمی دوسرے آدمی کے پاس اس کی زیرِ ولایت لڑکی یا اس کی بیٹی کے لیئے نکاح کا پیغام بھیجتا ۔ اسے مہر دیتا پھر اس سے نکاح کرلیتا۔''

پھر نکاح کی کچھ دوسری صورتیں ذکر کیں جو کہ ولی کی اجازت کے بغیر رائج تھیں آخر میں فرمایا :

((فلما بعث محمد صلى الله عليه وسلم بالحق هدم نكاح الجاهلية كله إلا نكاح الناس اليوم))

''جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے تمام نکاح منہدم کردیئے سوائے اس نکاح کے جو آج کل رائج ہے''۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں نکاح کی صرف ایک صورت باقی رکھی جو کہ ولی کی اجازت پر مبنی ہے اور ولی کی اجازت کے علاوہ نکاح کی تمام صورتوں کو منہدم کردیا۔ لہٰذا جو نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کیا جائے وہ جاہلیت کے نکاح کی صورت ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند ایک احادیث صحیحہ مرفوعہ ملاحظہ فرمائیں :

((عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نكاح إلا بولي .))

''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے''۔ (ابو داؤد مع عون ۱۰۲، ۱۰۱/۲۔ ترمذی ۲۲۶/۴، ابنِ ماجہ ۵۸۰/۱، دارمی ۲۱/۲، ابنِ حبان (۱۲۴۳)، طحاوی ۳۶۴/۴، ۹، ۸/۴، احمد ۴۹۴، ۴۱۳/۴، طیالسی (۵۲۳)، دار قطنی ۲۱۸/۳۔ ۲۱۹، حاکم ۱۷۰/۲، بیہقی ۱۷۰/۷، المحلی ۴۵۲/۹، شرح السنہ ۳۸/۹، عقود الجواہر المنیفہ ۱۴۶/۲)

امام حاکم فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو ذر غفاری، سیدنا مقداد بن اسود، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عمران بن حصین، سیدنا عبداللہ بن عمرو، سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں اور اکثر صحیح ہیں اور اسی طرح اس مسئلہ میں ازواج النبی سیدہ عائشہ، سیدہ اُم سلمہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن سے روایت مروی ہیں۔ (مستدرک حاکم ۱۷۲/۲)

یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس حدیث کے راوی ہیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان اس بات پر نص قطعی کا حکم رکھتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(أيما امرأة نكحت بغير إذن وليها فنكاحها باطل ثلاثا فإن أصابها فلها المهر بما استحل من فرجها فإن اشتجروا فالسلطان ولي من لا ولي له))

''جس بھی عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین دفعہ فرمائی اگر اس مرد نے اس کے ساتھ صحبت کرلی تو عورت کو مہر دینا ہے اس وجہ سے کہ جو اُس نے اس کی شرمگاہ کو حلال سمجھا۔ اگر وہ (اولیا) جھگڑا کریں تو جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم اس کا ولی ہے''۔ (شرح السنہ ۳۹/۲، ابو داؤد ۹۸/۶، ترمذی ۲۲۷/۴، ابن ماجہ ۵۸/۱، دارمی ۲۶/۲، شافعی ۱۱/۲، احمد ۱۶۵، ۴۷/۶، طیالسی (۱۴۶۳)، حمیدی ۱۱۳، ۱۱۲/۱، ابنِ حبان (۱۲۴۱) طحاوی ۷/۳، دار قطنی ۲۲۱/۳، حاکم ۱۶۸/۲، بیہقی ۱۰۵/۷)

اس حدیث کی شرح میں محدث عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں :

"والحدیث یدل علی أن لا یصح النکاح إلا بولی ."

''یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں''۔

آگے مزید فرماتے ہیں :

"والحق ان النکاح بغیر الولی باطل کما یدل أحادیث الباب "

''حق یہی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح باطل ہے جیسا کہ اس پر باب کی احادیث دلالت کرتی ہی۔'' (عون المعبود ۱۹۱/۲، طبع ملتانی)

علاوہ ازیں حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا میں ''ایما'' کلمہ عموم ہے جس میں باکرہ ثیبہ چھوٹی بڑی ہر طرح کی عورت داخل ہے کہ جو بھی عورت ولی کے بغیر اپنا نکاح از خود کرے اس کا نکاح باطل ہے۔ رسول مکرم کی یہ حدیث اس بات پر نص و قطعی ہے کہ ایسا نکاح باطل ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہی :

" وَالعَمَلُ فِي هَذَا البَابِ عَلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ» عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَغَيْرُهُمْ، [ص:403] وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ أَنَّهُمْ قَالُوا : «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ» مِنْهُمْ سَعِيدُ بْنُ المُسَيِّبِ، وَالحَسَنُ البَصْرِيُّ، وَشُرَيْحٌ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ، وَغَيْرُهُمْ وَبِهَذَا يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالأَوْزَاعِيُّ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ المُبَارَكِ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ "

''اس مسئلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ ''ولی کے بغیر نکاح نہیں'' پر اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عباس، اور ابو ہریرہ کا عمل ہے اور اسی طرح تابعین فقہا میں سے سعید بن مسیب، حسن بصری، شریح، ابراہیم النخعی اور عمر بن عبدالعزیز وغیرہ اور امام ثوری، امام اوزاعی، امام عبداللہ بن مبارک، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحق بن راہور رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی موقف ہے''۔ (ترمذی ۴۱۱،۴۱۰/۳)

اب ائمہ محدثین کے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ : صاحب بدایۃ المجتہد ۲/۷ لکھتے ہیں :

"فذھب مالک الی أنہ لا یکون نکاح إلا بولی وأنہا شرط فی الصحۃ "

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے اور یہ ولایت نکاح کی صحت میں شرط ہے یعنی اگر ولایت مفقود ہوئی تو نکاح درست نہیں ہوگا۔''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ : فقہ حنبلی میں بھی نکاح کے لئے ولی ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ امام ابن قدامہ حنبلی رقمطراز ہیں :

"أَنَّ النِّكَاحَ لَا يَصِحُّ إلَّا بِوَلِيٍّ، وَلَا تَمْلِكُ الْمَرْأَةُ تَزْوِيجَ نَفْسِهَا وَلَا غَيْرِهَا، وَلَا تَوْكِيلَ غَيْرِ وَلِيِّهَا فِي تَزْوِيجِهَا فَإِنْ فَعَلَتْ، لَمْ يَصِحَّ النِّكَاحُ رُوِيَ هَذَا عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ .-وَإِلَيْهِ ذَهَبَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَالْحَسَنُ، وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَجَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، وَالثَّوْرِيُّ، وَابْنُ أَبِي لَيْلَى وَابْنُ شُبْرُمَةَ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ الْعَنْبَرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ، وَأَبُو عُبَيْدٍ وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَالْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ "

''یقیناً ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں اور عورت اپنے اور اپنے علاوہ کسی دوسرے کے نکاح کی مختار نہیں اور نہ ہی اپنا نکاح کرانے کے لئےاپنے ولی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو ولی بنانے کی مختار ہے اگر اُس نے ایسا کیا تو نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ یہ بات صیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا ابنِ مسعود، سیدنا ابن عباس، سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا عائشہ رضی اللہ عنھم سے مروی ہے اور اس کی طرف امام سعید بن المسیب، امام حسن بصری، امام عمر بن عبدالعزیز، امام جابر بن زید، امام سفیان ثوری، امام ابنِ ابی لیلی، امام ابنِ شبرمہ، امام ابن مبارک، امام

عبید اللہ العنبری، امام شافعی، امام اسحاق بن راہویہ اور امام بو عبید ھ گئے ہیں اور یہی بات امام ابن سیرین، امام قاسم بن محمد اور امام حسن بن صالح سے بھی راویت کی گئی ہے۔'' (المغنی لابن قدامہ ۹/۳۴۵)

__امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ__ : اس آیت وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ...۲۳۲ ...البقرۃ کے بارے میں فرماتے ہیں :

"وہذہ أبین أیۃ فی کتاب اللہ دلالۃ علی أن لیس للمرأۃ ان تتزوج بغیر ولی ."

'' یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس بات پر دلالت کے اعتبار سے واضح ترین ہے کہ عورت کو بغیر ولی کے نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔''

اور آگے مزید فرماتے ہیں :

"ان العقد بغیر ولی باطل (کتاب الام مختصر للامام مزنی ص 163)

''ولی کے بغیر عقد قائم کرنا باطل ہے''۔

__امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ__ :

"لا نکاح الا بولی و علی ہذا فلا یجوز للمرأۃ أن تزوج نفسھا ولا یجوز لہا أن توکل فی زواجہا غیر ولیہا واذا کان لا یجوز لہا ان تزوج مفسھا فلا تجوز لہا ان تزوج غیرہا من باب أولی ."

''ولی کے بغیر نکاح نہیں اور اسی بنا پر عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنا نکاح خود کرے اور نہ یہ جائز ہے کہ اپنے نکاح کے لئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو متعین کرے اور جب اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنا نکاح خود کر سکے تو اس کے لئے کسی دوسری عورت کا نکاح کرنا بالاولیٰ جائز نہیں۔'' (موسوعۃ فقہ سفیان ثوری ص ۹۳)

__امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ__ فرماتے ہیں :

"لا نکاح الا بولی وقال الذی بیدہ عقدۃ النکاح ہو الولی فإن زوجت المرأۃ نفسھا بغیر ولی او وکلت غیر ولیہا فی تزویجہا فالنکاح باطل ویفرق بینہما قبل الدخول وبعدہ "

''ولی کے بغیر نکاح نہیں اور (الّذی بیدہ عقدۃ النکاح) سے مراد ولی ہے اگر عورت نے اپنا نکاح ولی کے بغیر خود کر لیا یا نکاح کرنے میں اپنے ولی کے علاوہ کسی دوسرے کو ولی بنا لیا تو یہ نکاح باطل ہے اور ان دونوں کے درمیان صحبت کرنے سے پہلے اور بعد جدائی کرادی جائے گی۔'' (موسوعہ فقہ الحسن بصری ۸۹۷)

__امام ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ__ : یہ امام ابو حنیفہ کے استاد الاستاد ہیں اور ان کے اقوال پر فقہ حنفی کا دارومدار ہے جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے فرماتے ہیں :

"لیس العقد بید النساء انما العقد بید الرجال "

''عقد قائم کرنا عورتوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ مردوں کے ہاتھ میں ہے''۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۲۰۸، موسوعہ فقہ ابراہیم النخعی ۱/۶۷۷)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ کتاب و سنت اور جمہور ائمہ محدثین کے نزدیک عورت کا نکاح ولی کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔ جو عورت اپنا نکاح خود کر لیتی ہے ایسا نکاح باطل ہے اور ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی تاکہ وہ ناجائز فعل کے مرتکب نہ ہوں۔

موجودہ دور میں کئی ایک ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ لڑکیاں گھروں سے فرار اختیار کر کے اپنے عاشقوں کے ساتھ عدالت میں جا کر نکاح کرا لیتی ہیں اور مسلم معاشرے کے لئے بالعموم اور ان کے والدین کے لئے بالخصوص ذلت و رسوائی کا باعث بنتی ہیں۔ صائمہ کیس کا فیصلہ جو کہ دس مارچ ۹۷ کو لاہور ہائی کورٹ کے ججوں نے کیا وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک

کڑی ہے اور صریح قرآن وسنت کے خلاف ہے ۔ ہمارے ملک کے جن دو ججوں نے اس پر جو ریمارکس (Remarks) لکھے وہ یہودیت کی حقوقِ نسواں کے نام سے پھیلائی ہوئی تحریکوں سے مرعوبیت کا شاخسانہ ہے جیسا کہ ایک جسٹس نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ "میں اپنی کوشش کے باوجود ایسا اصول نہین ڈھونڈ سکا جس کی بنیاد پر یہ فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہو کہ بالغ مسلم لڑکی کا اپنے ولی کی مرضی کے بغیر نکاح ناجائز ہے ۔ "

مندرجہ بالا صریح دلائل کی روشنی میں مذکورہ جسٹس کا یہ بیان انتہائی غلط اور قرآن وسنت کے دلائل سے لاعلمی وناواقفیت پر مبنی ہے اور انتہائی قابل افسوس ہے مسلمانوں کا قانون کتاب وسنت ہے جس میں ایسے دلائل اور اصول تواتر کے ساتھ موجود ہیں کہ مسلم لڑکی بالغ ہو یا مطلقہ یا کنواری کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر دلائل ذکر کر دیئے ہیں ۔ ہمارے ملک میں چونکہ انگریزی قانون رائج ہے جس کی بنا پر اکثر فیصلے کئے جاتے ہیں اور قرآن وسنت کو عملاً قانون سمجھا ہی نہیں جاتا اور یہ چیز کسی بھی مسلم کے لئے انتہائی خطرناک ہے ۔ تمام مسلمانوں کو اپنے ہر قسم کے فیصلے طاغوتی عدالتوں کی بجائے قرآن وسنت کے ذریعے کروانے چاہئیں تاکہ عنداللہ ماجور ہو سکیں ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ